تصوف اور حضرت میر سید علی ہمدانیؒ

پروفیسر محمد صدیق نیاز مند
جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

کتب تاریخ سے ثابت ہے کہ کشمیر میں اسلام کی بنیاد آٹھویں صدی ہجری کی تیسری دہائی میں سرخیل صوفیاء حضرت سید عبد الرحمٰن ملقب بہ بلبل شاہؒ کے ہاتھوں پڑی، کیونکہ اسلام کا سراج منیر سب سے پہلے ان ہی کے چراغ ہدایت سے اس وقت منور ہوا جب انہوں نے کشمیر کے مقامی فرمانروا راجہ رینچن کو جو کہ بدھ مذہب کا پیرو تھا، اس کی دس ہزار افراد پر مشتمل افواج کے ہمراہ نور اسلام سے مشرف فرمایا۔ رینچن کا نام صدر الدین رکھا جو بعد میں تاریخ کشمیر میں سلطان صدر الدین کے نام سے متعارف ہوا۔ اس طرح سے سلطان صدر الدین کشمیر کا پہلا مسلمان حکمراں بنا۔ مؤرخین نے سلطان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی تاریخ حروف ابجد میں ''طلوع آفتاب دین محمدی'' سے نکالی ہے جو ۷۲۶ ہجری مطابق ۱۳۲۰ عیسوی کے برابر ہے۔[۱] اس طرح سے کشمیر میں اسلام کی بنیاد باضابطہ طور پر ۷۲۶ ہجری میں رکھی گئی۔ سلطان نے شہر سرینگر میں عالی کدل کے نزدیک دریائے جہلم کے دائیں کنارے پر محلّہ بلدیمر میں ایک مسجد تعمیر کرائی۔ مسجد کے قریب اس نے اولین داعی اسلام حضرت بلبل شاہ کے لئے ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔ خانقاہ کے متصل غربا اور مساکین کے لئے ایک لنگر خانہ تعمیر کرایا۔ چنانچہ یہ محلّہ آج کل بلبل لنکر کے نام سے مشہور ہے لنکر درحقیقت ''لنگر'' کی بگڑی صورت ہے۔ سلطان صدر الدین کی بنوائی ہوئی خانقاہ کو کشمیر میں تصوف وعرفان کی پہلی تربیت گاہ ہونے کی وجہ سے ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس طرح سے کشمیر میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ تصوف وعرفان بھی پروان چڑھا اور اس کے پنپنے اور پھلنے پھولنے کے مواقع میسر ہوئے۔

حضرت بلبل شاہؒ کو علوم ظاہری وباطنی میں کمال حاصل تھا۔ یہ ان کے روحانی کمال کا ہی فیضان تھا کہ انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں تشفی طلب قلوب کو توحید وعرفان سے منور کیا۔ انہوں نے خود خرقہ ارشاد بالواسطہ طور پر حضرت شہاب الدین سہروردیؒ سے حاصل کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے جس طرح تصوف کی بنیاد ڈالی وہ سہروردی سلسلہ طریقت ہے۔[۲]

حضرت بلبل شاہؒ کے انتقال کی وجہ سے کشمیر میں رشدو وارشاد کا سلسلہ کچھ دیر تک کے لئے متوقف رہا۔ چنانچہ ان کے انتقال (۷۲۷ ہجری مطابق ۱۳۲۷عیسوی) کے بعد ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو پورا کرنے کے لئے وسط ایشیا سے سادات کی ایک بڑی جماعت رشدوارشاد کی غرض سے وادی کشمیر میں داخل ہوئی۔ ان شخصیات میں حضرت سید جلال الدین بخاریؒ سر فہرست ہیں جو مخدوم جہانیان جہانگرد کے نام سے مشہور ہیں۔لیکن ان کا قیام وادی میں چند ہفتوں تک ہی محدود رہا۔لہٰذا تصوف کی ترویج میں کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہ ہوئی۔ البتہ جس عظیم مفکر، عالم دین اور پیشوائے طریقت کی وجہ سے تصوف کا سورج کشمیر میں پھر ایک بار اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمکنے لگا وہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ ملقب بہ شاہ ہمدانؒ کی بابرکت شخصیت ہے۔

شاہ ہمدان صوفیا کے کبروی سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے کیونکہ انہوں نے اسی سلسلے کے ایک صوفی بزرگ شیخ محمود المزدقانیؒ سے خرقۂ ارشاد حاصل کیا تھا۔آپ طالبان حق اور سالکان معرفت الٰہی کو کبروی سلسلہ کے کسی بزرگ سے تربیت حاصل کرنے کی تلقین کرتے تھے ۔ چنانچہ درج ذیل اقتباس میں جو ان کے ایک مکتوب سے مأخوذ ہے وہ ایک نو آموز سالک سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں کہ ''ایک سالک کو چاہیے کہ وہ اہل دل اور اہل کشف وشہود کے واردات قلبی سے بہرہ حاصل کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ خرقہ ارشاد کبروی سلسلہ کسی درویش سے حاصل کرے۔ ۳؎ شیخ یعقوب صرفی کشمیری انکے طریق تصوف کو راہ سلوک کے دوسرے طریقوں اور صوفی سلسلوں پر فوقیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

گرچہ دو صد راہ سوی مطلبست   راہِ امام ہمدان اقرب است
بہ چہ نکوراہی وخوش رہبری   رہبر ما در رہ دین حیدری
(مسلک الاخیار ص ۱۴)

حضرت شاہ ہمدانؒ آٹھویں صدی ہجری کے سربراہ عارف اور ولی کامل تھے۔شعرو ادب کے شہسوار ہونے کے علاوہ آپ بلند پایہ عالم دین بھی تھے اور انہیں فقہ، حکمت ،فلسفہ اور سیاسیات پر اچھا خاصہ عبور حاصل تھا، چنانچہ آپ کے بعد آنے والے اکثر وبیشتر اولیاء نے اپنے آثار میں آپ کے تذکرے ایک پیشوا اور مرشد کی حیثیت سے درج کئے ہیں:

این ہمدانی ہمہ دانی دہد   معرفت سرِ نہانی دہد

یعنی اگر باشدت این آرزو از در شاہ ہمدانی بجو
مفخر ارباب ولایت ہم و است رہبر اصحاب ہدایت ہم و است
آن ہمدان مولد و ختلان وطن شیوۂ او طی زمین و زمن ۴؎

کشمیر میں ترویج اسلام کے سلسلے میں حضرت سید علی ہمدانیؒ نے ایک پیغمبرانہ رول ادا کیا ہے۔ تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ آپ نے ہدایت طلب لوگوں کو صوفیانہ عقائد وافکار سے بھی آشنا کرایا۔ اس طرح سے آپ اہل کشمیر کے مرشد اور پیر طریقت قرار پائے۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر میں تعظیماً آپ کو قطب ربانی، غوث صمدانی ، بانی مسلمانی ،علی ثانی ، شاہ ہمدان ، اور امیر کبیر جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ فرزندان توحید کی تقدیروں کے اس معمار نے کشمیر کے ثقافتی ، سیاسی ،تہذیبی اور تمدنی نقشے میں ایک عظیم انقلاب برپا کردیا، جس کے سایہ میں انہوں نے اہل کشمیر کو ایرانی اور وسط ایشیائی علوم وادبیات ،توحید وعرفانی اور صنعت وحرفت سے مالامال کردیا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے کشمیر کا معاشرہ ، یہاں کی زبان، آداب ورسوم ،طرز زندگی ، اشیاء خوردنی غرض کہ زندگی کا کوئی بھی پہلو متأثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ اور آگے چل کر مختصر سی مدت میں کشمیر میں ایک مخلوط کلچر (Culture Composit)وجود میں آگیا۔ کشمیر کے معاشرے کی زرخیز مٹی میں ایرانی ووسطہ ایشیا میں پنپتے ہوئے اسلامی تصوف کا قلم نصب کیا گیا جو سینکڑوں برس کے عرصے میں پھل پھول کر ثمر دار درخت کی صورت اختیار کر گیا، جس کے سایہ میں پنپی ہوئی تہذیب اور ثقافت کا نام ایران صغیر یعنی کشمیر ہے جس کے معمار حضرت شاہ ہمدان ہیں۔ علامہ اقبال اپنے جاوید نامہ میں اس کا اعتراف یوں کرتے ہیں۔

سید السادات سالار عجم دست او معمار تقدیر امم
تا غزالی درس اللہ ہو گرفت ذکر او از دودمان او گرفت
مرشد آن کشورِ مینو نظیر میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آن شاہ دریا آستین داد علم و صنعت و تہذیب و دین
آفرید آن مرد ایران صغیر باہنرہائی غریب و دلپذیر
یک نگاہِ او کشاید گرہ خیز و تیرش را بدل راہی بدہ ۵؎

بنیادی طور پر تصوف کی بنیاد ایک بڑی حد تک مادی اشیا اور قواعد کی قیدوبند سے آزادی اور

دنیا سے لاتعلقی پر قائم ہے۔

وجود مطلق جو قادر وقیوم بھی ہے اور تمام اشیاء میں جلوہ گر بھی، اس پر ایمان لانا اور پھر خلوص نیت سے قناعت اور عزلت اختیار کرنا تصوف کے اہم ارکان میں شامل ہیں۔ سالکان راہ عقل وبرہان اور منطق واستدلال کو راہ سلوک کی سب سے بڑی رکاوٹ تصور کرتے ہیں ۔ وہ جاہ طلبی اور ظاہر داری کو قرب الٰہی کا مانع گردانتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے عشق میں سرمست رہ کر اسی کی مہرومحبت میں تسکین قلب اور روحانی سکون حاصل کرتے ہیں۔صوفیاء راہ سلوک کے تکاملی مراحل طے کرتے ہوئے ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں ان کی اپنی ذات مطلق کی ذات میں مدغم نظر آتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی ذات کو وجود مطلق کی ذات محسوس کرتے ہیں چنانچہ حضرت سید علی ہمدانی جو شعر وشاعری میں علائی تخلص کرتے تھے، فرماتے ہیں۔

از کنارِ خویش می یابم ومادم بوی یار　　زان ہمی گیرم بہردم خویشتن را درکنار
چون کنارم رامیانی نیست زان در حیرتم　　کانچنان نازک میانی، ہست دایم درکنار۶

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

عاشقان عکس رخت از ہمہ اشیا بینند　　سرِّ سودائی تو از سینہ ہویدا بینند
ہرچہ ہست آن ہمہ آئینہ ذاتت دانند　　روی مقصود در آن آئینہ پیدا بینند۷

سالکان راہ حق کو نہ جنت کی تمنا ہوتی ہے اور نہ ہی حوران بہشت کی ہوس، بلکہ ان کی ہر خواہش اور ہر آرزو کا مدعا ومقصد انکا محبوب ہوتا ہے۔محبوب کے حصول کے لئے وہ دنیائے سفلی اور دنیائے اخروی یعنی دونوں دنیاوں کی نعمتوں سے دست بردار ہوجاتے ہیں، بلکہ اپنی عزیز جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔حضرت سید علی فرماتے ہیں:

چندین ہزار بیدل بربوی آن سعادت　　دلہا نثار کردند جانہا بباد دادند
مستان حضرتش را آرامگہ بلاشد　　در صد ہزار محنت بریادِ دوست شادند۸
ارباب ذوق در غم تو آرمیدہ اند　　و زشادی نعیم دو عالم رمیدہ اند ۹
سری کز سر معنی باخبر شد　　درو گنجائش شادی وغم نیست
جہان از عکس رویش گشت روشن　　اگر اعمی نہ بیند ہیچ غم نیست۱۰

تصوف سے مراد اخلاق الٰہیہ کے ساتھ متصف ہونا، اپنے دل کو تمام آلایشوں اور کدورتوں

سے پاک کرنا ہے۔ علماء تصوف کو ایک ایسا علم تصور کرتے ہیں کہ جس کے ذریعے سے ہدایت نور نبوت ،تعلیم سرور کائناتؐ ،اللہ کی ذات وصفات و وصول الی اللہ کے طریقے سلوک کے لوازمات اور طریقت کے اصول وضوابط اور رموز معرفت وحقیقت بیان کیے جاتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو تصوف کی غرض وغایت انسان کامل بننے کے علاوہ متخلق باخلاق اللہ اور متصف بہ اوصاف اللہ ہونے کے ہیں۔ [۱۱]

اس طرح سے اخلاق کی بلندی اور اوصاف پاک اور سیرت وصورت کو نیک رکھنا سالک کا پہلا فریضہ ہے۔ حضرت سید علی ہمدانی ظاہری صورت اور باطنی سیرت میں فرق بیان کرتے ہوئے باطنی سیرت کے لئے علم ،حکمت ،تقویٰ ،سخاوت ،شجاعت، حلم ،تواضع ،عفت اور عدل کو اس کی اساس تصور کرتے ہیں۔

حضرت سید علی ہمدانیؒ نے اپنی پوری زندگی تصوف کی نشرواشاعت میں بسر کی ۔ ایک بلند پایۂ فقیہ اور صاحب قلم ہوتے ہوئے بھی انہوں نے ایک پرہیزگار مرشد طریقت کی حیثیت سے ہزاروں کی تعداد میں تشفی طلب قلوب کو معرفت الٰہی سے سرشار کرایا۔ انہوں نے اپنے اکثر وبیشتر رسائل میں عرفان وتصوف کے اسرار ورموز اور مسائل ومقامات پر بحث کی ہے۔ چنانچہ جن رسائل میں حضرت سید علی ہمدانیؒ نے صرفاً تصوف کو موضوع بحث بنایا ہے ان میں خاص طور پر مودۃ القربیٰ منہاج العارفین ، دہ قاعدہ ، چہل مقام صوفیہ ، منازل السالکین ، درویشیہ ،حل مشکل ،فضل الفقرا وبیان حالات الفقراء صفۃ الفقراء، تلقینیہ، عقبات، منامیہ، ہمدانیہ، داودیہ، رسالہ فی آداب الشیخ مشہور ہیں۔ یہ تمام رسائل آج کل دنیا کے مختلف کتب خانوں اور گنجینہ ہائے نوادرات میں محفوظ ہیں۔

فارسی ادب کے اکثر شعراء و ادباء نے اپنے زمانے کے حکمرانوں کی مبالغہ آمیز حد تک تعریفیں کی ہیں۔ دنیوی اغراض ومقاصد حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے ممدوحین کی توصیف میں حداغراق وغلو سے بھی گذر چکے ہیں۔ ان بادشاہوں کا درجہ شعراورادباء نے بسا اوقات اولیاء اللہ اور مرسلین تک پہنچانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی ہے۔ برعکس اسکے حضرت سید علی ہمدانیؒ کی دنیا اور دنیوی مال ومتاع کے تئیں بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ وہ حکماء، امراء ووزراء کی تعریف میں چرب زبانی سے کام نہیں لیتے بلکہ ان کی اتنی ہی تعریف کرتے ہیں جس کے وہ حقدار ہوتے ہیں۔ وہ وقت کے حکمرانوں کو نصیحت کرتے ہیں تاکہ وہ امر معروف ونہی منکر پر عمل پیرا ہوں۔ عدل وانصاف سے

کام لیکر رعایا پر ظلم وجبر سے احتراز کریں، بلکہ قرآن وسنت کے مطابق حکومت کے امور انجام دیں تاکہ انہیں سعادت ابدی حاصل ہو۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں وہ رقم طراز ہیں کہ حاکم کو چاہیے کہ جس نعمت سے اللہ نے اسے سرفراز کیا ہے اس کا حق بجالائے، لوگوں پر عدل واحسان کرنا قرب الٰہی کا ایک وسیلہ تصور کریں، کامرانی اور خوشحالی کے ایام میں درماندگی کے ایام سے متعلق سوچتے رہیں۔ ضعیفوں، زیردستوں اور کمزوروں پر رحم کریں اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں، دنیا پر فریفتہ نہ ہوں۔ تیز رفتاری کے ساتھ گذرنے والی عمر کے گھوڑے پر اعتماد نہ کریں بلکہ روز جزا میں گرفتار ہونے سے بچنے کی تدابیر اپنی زندگی میں کیا کریں، مغرور نہ ہوں بلکہ ماضی کے مغروروں کے انجام سے عبرت حاصل کرتے رہیں، رعیت پر رحم کریں تاکہ قہر خداوندی کو دعوت نہ دیں۔ ۱۲؎

حضرت سید علی ہمدانیؒ کے مطابق سعادت اُخروی حاصل کرنے کے لیے اطاعت لازمی ہے۔ ان کے مطابق اطاعات کے بہت سے طریقے ہیں، البتہ سالک کے لئے اطاعات کے راستے دو طرح سے کھلتے ہیں پہلا تعظیم لا مر اللہ یعنی اللہ کے تمام احکامات کی حرمت وتعظیم کی جائے اور دوسرا شفقہ علی خلق اللہ یعنی اللہ کی مخلوق کے ساتھ پیار ومحبت سے پیش آئیں۔ ۱۳؎ اس طرح سے حضرت سید علی ہمدانیؒ اپنی نگارشات کے ذریعے سے راہ سلوک کے متوالوں کے لئے خدائے قادر کے احکامات کی بجا آوری کے بعد انہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کرتے ہیں۔

اللہ کی جانب سالکوں کے رجوع ہونے کے لیے حضرت سید علی ہمدانیؒ بالکل نرم رویہ اپناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ کی جانب طالبان حق کے رجوع کے لئے راستے اتنے ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ خداوند کریم تک جانے کے لئے سالکوں کے لئے لوگوں کی سانسوں کی تعداد کے برابر راستے موجود ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث قدسی یوں نقل کرتے ہیں کہ ''الطرق الی الله تعالیٰ بعدو انفاس الخلایق'' البتہ حضرت سید علی ہمدانیؒ کے مطابق یہ سارے راستے تین طرح سے کھلتے ہیں۔ پہلا طریقہ ارباب معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں معروف لوگوں کا طریقہ ہے۔ یہ راستہ سالکوں پر بہت زیادہ روزہ رکھنے، نماز پڑھنے، تلاوت کلام مجید کرنے، حج بیت اللہ انجام دینے وغیرہ جیسے ظاہری اعمال کے انجام دینے سے کھلتا ہے۔ یہی عام مسلمانوں کا راستہ ہے جو ان کے لئے عذاب ابدی سے نجات کا موجب بنتا ہے۔ البتہ حضرت سید علی ہمدانیؒ کے مطابق اس طرح کی

عبادت کے انجام دینے سے حقیقت تک رسائی پانا دشوار ہے۔

دوسرا طریقہ ارباب مجاہدہ کا ہے۔ یہ راستہ برے عادات کے بدل ڈالنے، نفس امارہ کی پاکیزگی، تصفیہ قلب و روح کے سنوارنے اور ان کوششوں سے کھلتا ہے، جن سے سالک کا باطن آباد ہو۔ یہ راستہ نیکوکار لوگوں کا ہے۔ اس گروہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے سالک، خدا کے حکم سے چلنے والے تیر ہیں۔ اس گروہ کو میانہ رو یعنی متوسط فرقہ بھی کہتے ہیں۔ وصال حق سے سرشار ہونے والے یہ لوگ تعداد میں بہت کم ہوتے ہیں۔ تیسرا طریقہ ان طالب حق عرفا کے لیے کھلتا ہے جو الوہیت کے حصول کے لیے لاہوت کی وسیع فضاؤں میں پاک پروردگار کی دائمی عنایات کے جذبے کے پروں سے پرواز کرتے ہیں۔ ایسے سالکوں کو وصال حق دوسرے طالبوں کے مقابلے میں پہلے نصیب ہوتا ہے۔ یہ راستہ جو وصول حق کے حصول کے لئے نزدیک ترین راستہ ہے، ارادی موت پر مبنی ہے۔ جیسا کہ پیغمبر اسلامؐ کا ارشاد ہے۔'' موتو اقبل انت تموتوا'' (یعنی مرجااس سے پہلے کہ تجھے موت آئے۔) اس سعادت کے ظہور پذیر ہونے کے آثار کی بنیاد ان دس قاعدوں پر مشتمل ہے۔ توبہ، زہد، توکل، قناعت، عزلت، ذکر، توجہ، صبر، مراقبہ اور رضا۔ ۱۴؎

حضرت سید علی ہمدانیؒ تصوف اور سلوک کے مختلف راستوں کے بارے میں اپنے ایک مکتوب میں یوں لکھتے ہیں:

حضرت صمدیت تک پہنچنے کیلئے راستے اتنے ہیں جتنے کہ دنیا میں لوگوں کی تعداد۔ ہر شخص اپنے مقدور کے مطابق اور اپنے مناسب حال حضرت صمدیت کا تقرب حاصل کرسکتا ہے۔ البتہ حکام اور بادشاہوں کے لئے تقرب الٰہی کے یہ راستے عدل و انصاف کرنے سے کھلتے ہیں۔ قیامت کے روز حکمرانوں سے پہلا سوال لوگوں کے تئیں ان کے عدل وانصاف اور احسان کے بارے میں ہوگا۔ ۱۵؎

حضرت سید علی ہمدانیؒ کے صوفیانہ عقائد وآراء پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ مبذول کرنا ضروری ہے کہ ان صوفیا اور اولیاء کرام کے صوفیانہ نظریات وافکار کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے جن سے وہ خود متاثر ہیں یا جن کی تصنیفات ان کے زیر نظر رہی ہیں۔ اس ضمن میں ان کے پیران طریقت کا سلسلہ سب سے اہم ہے۔ جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جاچکا ہے کہ حضرت شاہ ہمدان کبروی سلسلہ کے ساتھ وابستہ تھے۔ اس طرح سے اس سلسلے کے اکثر مشائخ اور اولیائے عظام کی

نگارشات و اوراد و اذکار ان کے پیش نظر رہی ہیں، چنانچہ نجم الدین احمد کبریٰ جو کبروی سلسلے کے موجد بھی تھے، کی تصنیف مرصاد العباد سے ایک بڑی حد تک انہوں نے استفادہ کیا ہے، اس کے علاوہ اپنے پیران طریقت تقی الدین علی دوستی اور شیخ شرف الدین بن عبداللہ المز دقانی الرازی سے بھی متاثر ہیں۔ در اصل یہ انہی مرشدان طریقت کا فیضان تھا کہ حضرت سید علی ہمدانیؒ تصوف میں ایک ممتاز اور مشہور ولی کامل کی حیثیت سے ابھرے۔

جن دوسرے صوفیا کے نظریات کی چھاپ حضرت سید علی ہمدانیؒ کی نگارشات پر نظر آتی ہے، وہ حجۃ الاسلام غزالی اور پیر ہرات خواجہ عبد اللہ انصاریؒ جیسے ایران کے مایہ ناز صوفیوں اور ادیبوں کی نگارشات کی ہے۔ چنانچہ حضرت سید علی ہمدانیؒ نے امام غزالی کی تصنیف نصیحت الملوک کی پیروی میں ذخیرۃ الملوک اور خواجہ عبد اللہ انصاری کی مناجات کی تقلید میں رسالہ مناجات اور مناجات امیر یہ تحریر کیے ہیں۔ وہ ابن عربی کے افکار وخیالات سے بھی بے حد متاثر ہیں۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی تصنیفات ابن عربی کی تصنیفات کی صدائے بازگشت ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ابن عربی کی تصنیف فصوص الحکم کی شرح بھی لکھی ہے۔ وحدت الوجود کے بارے میں ابن عربی اور سید علی ہمدانی کا یکساں نظریۂ ہے، چنانچہ وجود سے متعلق حضرت امیر کا تحریر کیا ہوا رسالہ وجودیہ اس کا بین ثبوت ہے۔

دوسرے مقتدر صوفیاء کے نظریات وآراء کی پیروی کرنے کے باوجود حضرت سید علی ہمدانیؒ نے ایک نئے مسلک کی داغ بیل ڈالی جو ان کی جائے پیدائش اور نام کی مناسبت سے ہمدانیہ اور علائیہ کے ناموں سے مشہور ہے۔ یہ امر قابل توجہ ہے کہ حضرت سید علی ہمدانیؒ سے قبل یہ سلسلہ رہبیہ یا سلسلۃ الذہب کہلاتا تھا جو کہ سلسلہ کبروی کے نام سے زیادہ مشہور ہے اور اس سلسلے کے مشائخ آٹھویں صدی ہجری کی پہلی نصف صدی تک ابن عربی کے نظریات کے خلاف تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ علاء الدولہ سمنانی نے ابن عربی کے صوفیانہ عقائد و آرا اور اس کی تصنیف میں درج افکار وخیالات کو زور دار الفاظ میں رد کیا ہے۔ البتہ اس کے برعکس حضرت سید علی ہمدانیؒ ابن عربی کے سب سے بڑے مقلد تھے۔

کبروی سلسلہ کے اکثر وبیشتر صوفیاء اور مشائخ مزامیر اور سماع کے قائل ہیں۔ وہ مجلس انس ومحبت تشکیل دیتے ہیں۔ ان مجالس میں آلات موسیقی بھی بجائے جاتے ہیں اور صوفیاء رقص وسماع

میں محو رہتے ہیں اور وجد میں آتے ہیں اوران پر حال طاری ہوجاتا ہے۔ سماع اور ساز کے قائل یہ مشائخ اسے قرب الٰہی کا طریقہ سماع تصور کرتے ہیں۔

حضرت سید علی کی تصنیفات اور خاص طور پر ذخیرۃ الملوک کے مطالعہ کے بعد یہ بات اور بھی واضح ہوجاتی ہے کہ وہ سماع کی مجلس آراستہ کرتے اور خود سماع کرتے تھے۔ منقبت الجواہر کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک بار ایک مرید نے ان سے پوچھا کہ اے سید مختلف صوفی سلسلوں میں ہم صرف کبروی میں سماع کرتے ہیں، اگر یہ بدعت ہے تو ہمیں منع کردیجئے۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ شریعت کی روسے سماع ناجائز ہے لیکن سرمستان وحدت اس کو ایسا درد تصور کرتے ہیں کہ جس کا علاج نہیں۔ یہ ایک ایسا نہ بھرنے والا زخم ہے جو کبھی ٹھیک نہیں ہوتا۔

حضرت سید علی ہمدانیؒ صوفیاء اور اولیاء اللہ کے دلوں کو ایک ایسے گلشن یا پھلواڑی کے ساتھ مشابہ کرتے ہیں کہ جو انوار الٰہی کا مظہر ہے اور ان کے سینوں کو لامتناہی اسرار الٰہی کا سمندر تصور کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ ایسا طائفہ ہے کہ جس نے راہ سلوک میں اپنے نفس امارہ کو ریاضت کے چراغ سے پگھلا دیا ہے اور اپنے جمال روح قدسی کو ہوا وہوس کی کدورتوں سے پاک وصاف کیا ہے۔ ترک لذات کرکے اپنے قلوب کو زنگ اور آلائشوں سے صاف کیا ہے۔ انہوں نے استغراق کی بدولت محبوب کے جمال کی تجلی کو اپنا منتہائے مقصد بنالیا ہے اور اپنی پیاری عمر کے سرمائے کو جناب کبریائے کریم کی درگاہ میں بھینٹ چڑھایا ہے۔ ١٦

وحدت الوجود کے قایل سید علی ہمدانیؒ کا نظریہ یہ ہے کہ دنیا میں صرف ایک حقیقت ہے، جس کا ظہور مختلف صورتوں میں عیاں ہے۔ چونکہ عام لوگ اس کے ادراک سے قاصر ہیں۔ اس لئے وہ اختلافات کے دلدل میں پھنسے ہیں۔ ان کی نظروں میں وجود اور قدرت یعنی اختیار دونوں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اس کی ذات یگانہ جوہر ہے کیونکہ وہ قائم بذات ہے۔

تو کان گوہر کافی وگوہر نونی چہ کاف ونون کہ زکاف و زنون بیرونی
محیط گنبد اسرار را توئی مرکز صفای صخرۂ اسرار را تو ستونی
زدورِ دایرہ گرسوی مرکز آیی باز یقین شود کہ زہر وصف و وہم بیرونی
سپہر مطلع انوار و آفتاب جلال بگردِ نقطۂ ذات تو کردہ گردونی
ظہور سرکمالات سرمدی از تست اگر چہ خازن اسرار را تو مخزونی ١٧

شاہ ہمدان کے مطابق راہ سلوک ایک مشکل اور دشوار گذار راستہ ہے۔ سالک کو قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے اس راستے میں ہر قدم پر رکاوٹوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں وہی سالک کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے جس کو اس راستے کے مشکلات اور مصائب برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ دنیا کا دستور بھی یہی ہے کہ رنج اور مصائب برداشت کیے بغیر گنج حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہی شخص مزدوری پاتا ہے جو کام کرنے کی زحمت اٹھاتا ہے۔ طریقت میں سالک کا سب سے بڑا دشمن اپنا ہی نفس امارہ ہے۔ یہ ہر انسان کی ذات میں موجود ہے لہٰذا سب سے پہلے نفس امارہ کے ساتھ جنگ کر کے اِسے اپنے قابو میں کرنا اور تزکیہ نفس وتشفیہ قلب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ نفس کو پہچاننا ہی حق تعالیٰ کے پہچاننے کے مترادف ہے، البتہ راہ سلوک بغیر مرشد طریقت کی رہنمائی کے طے نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ پیر کامل کی رہنمائی سے متعلق حضرت سید علی ہمدانیؒ لکھتے ہیں: ''سالک کے لئے لازمی ہے کہ مرشد کامل کی صحبت میں رہے تاکہ وہ اس کی تربیت اور رہنمائی کرے۔ مرشد طریقت کے تصرف میں یوں رہے کہ جیسے مردہ جسم کسی غسال کے اختیار میں رکھا جاتا ہے تاکہ غسال (مرشد) ولایت کے صاف وشفا پانی سے اس کے مردہ نفس امارہ کو غیریت کے گناہ سے دھوئے اور اس کے دل کے آئینے سے غیر اللہ کے زنگ کو صاف کرے'' ۱۸

شاہ ہمدانؒ کے نگارشات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ تصوف کے اسرار و رموز سے سالکان طریقت اور طالبان حقیقت کو آشنا کرایا جائے اور اس مقصد میں وہ ایک بڑی حد تک کامیاب بھی رہے۔ ایک مصلح کی حیثیت سے انہوں نے ایک طرف مسلمانوں کے سماجی، سیاسی اور اقتصادی تانے بانے میں قابل قدر حد تک تبدیلی لائی تو دوسری طرف صوفیانہ عقائد کی تشہیر سے حق شناسی، اخوت اور باہمی محبت کا جذبہ لوگوں میں اجاگر کیا۔ ان کی تصنیفات وتالیفات کو تصوف وعرفان میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے اور تصوف میں ان کے رول کو ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔

حوالے:

۱۔ پیر غلام حسن کھوسہامی، جلد ۲، ص ٦٦، محکمہ ریسرچ پبلیکیشن
۲۔ تاریخ ادبیات درایران، جلد ۳، ص ۔ ۱٦٦
۳۔ مکتوبات، ص ۳۸
۴۔ شیخ یعقوب صرفی کشمیری، مسلک الاخیار، ص ۱۵

۵۔کلیات اقبال، جاوید نامہ،ص ۱۴۶،مطبوعہ کتب خانہ نذیریہ، دہلی
۶۔چہل اسرار از سید علی ہمدانیؒ ،ص ۱۵ ،مطبوعہ شعبہ نشر واشاعت جموں کشمیر،ہمدانیہ ٹرسٹ، سرینگر
۷۔ ایضاً ،ص ۵۲
۸۔چہل اسرار، ص ۵۲
۹۔ایضاً ص ۶۲
۱۰۔ایضاً ص ۲۹
۱۱۔ اصطلاحات صوفیہ،ص ۲۷
۱۲۔مکتوب، ص ۱۵
۱۳۔ ایضاً ص ۱۹
۱۴۔رسالۂ دہ قاعدہ ،ص ۳۰ و ۳۱
۱۵۔مکتوبات سید علی، ہمدانی ص ۲۲
۱۶۔ایضاً ،ص ۳۵
۱۷۔ چہل اسرار،ص ۵۹۔ ۵۸
۱۸۔رسالہ دہ قاعدہ ،ص ۳۴

☆